TQ Lesson 190 Surah Shura Ayat(1-68) Tafseer 4

آیت نمبر 41۔ فَلَمَّا جَاءَ السَّحَرَةُ قَالُوا لِفِرْعَوْنَ أَئِنَّ لَنَا لَأَجْرًا إِن كُنَّا نَحْنُ الْغَالِبِينَ

ترجمہ۔ جب جادوگر میدان میں آ گئے تو انہوں نے فرعون سے کہا "ہمیں انعام تو ملے گا اگر ہم غالب رہے؟"

فَلَمَّا جَاءَ السَّحَرَةُ پس جب آئے جادو گر **قَالُوا** وہ بولے **لِفِرْعَوْنَ** فرعون سے **أَئِنَّ لَنَا لَأَجْرًا** کیا ہمیں اجر ملے گا۔کیا ہمیں انعام تو ملے گا کیا ہم کو کچھ ملے گا بھی **إِن كُنَّا نَحْنُ الْغَالِبِينَ** اگر ہم غالب رہے ،اگر ہمیں فتح مل گئی ، ہم جیت گے تو کیا ہم کو کچھ ملے گابھی؟ **يَوْمُ الزِّينَةِ** زینت کا دن ہے میلے کا دن ہے قبطیوں کی قومی عید کا دن ہے ملک کے گوشے گوشے سے میلے ٹھیلے کے لئے لوگ جمع ہیں تاکہ عظیم الشان دنگل ،مقابلے کے لئے فریقین کی طاقت کا مظاہرہ کریں فریقین کون ہیں ؟ ایک طرف جادوگر ہیں اور دوسری طرف حضرت موسیٰ علیہ اسلام اورحضرت ہارون علیہ اسلام ہیں۔ یہاں پر **السَّحَرَةُ** آیا ہے یہ جمع کے لئے ہے۔ ایک جادوگر نہیں تھا بلکہ بہت سے جادوگر تھےیہاں پر یہ جمع کے لئے اس لئے استعمال ہوا ہے کیونکہ اسکے آگے **قَالُوْا** آیا ہے یعنی وہ بولے سارے جادوگر فرعون کو بولے۔ یہاں سے جادوگروں کا فرعون سے بات کرنا۔ اب آپ دیکھیں کہ جادوگروں کا فرعون سے بات کرنا، کہاں وہ اپنے اپنے ملکوں میں اپنے اپنے شہروں میں اپنی اپنی بستیوں میں تھے اور کہاں اب ان کو یہ وقت میسر ہے اور ان کو یہ مرتبہ حاصل ہے کہ فرعون سے وہ بات چیت کر رہے ہیں اور پوچھتے کیا ہیں **أَئِنَّ لَنَا لَأَجْرًا** کیا ہمیں اجر ملے گا کیا ہمیں ہمارا حق ملے گا ہمیں پھر کیا ملے گا اگر ہم غالبین میں شامل ہوتے ہیں غالب واحد اور غالبین یعنی جمع کہ اگر ہم غالب آ جائیں سے مراد کیا ہے کہ اگر ہم جیت جائیں تو اب آپ دیکھ لیں کہ پیغمبر کا کیا کردار ہے پیغمبر ایک ہی اعلان کرتا ہے**إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ**ؐکہ میرا اجر تو اللہ کے ذمہ ہے اور پیچھے بھی آپ دیکھیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے قتل خطا ہو چکا ہے وہ مصر کا علاقہ چھوڑ کر کہاں چلے گئے تھے مدین جا چکے ہیں لیکن پھر واپس آ رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے جب ان کو حکم دیا ہے تو کچھ بھی نہیں کہتے کھڑے ہو جاتے ہیں اللہ کے پیغام کو اللہ کے مشن کو لے کر فرعون کے دربار میں جاتے ہیں وہ حاضری دیتے ہیں تو یہ ہے ایک پیغمبر کا کردار لیکن جادوگر سوال کر رہے ہیں وہ پوچھ رہے ہیں کہ ہم جمع تو ہو گئے ہیں ہم مقابلہ تو کریں گے پہلے ہم جو مقابلہ کریں گے اس کی قیمت بتاؤ ملے گی کیا تو آپ دیکھ لیں کہ گویا کہ ان کے نظروں میں سب سے زیادہ قدر و قیمت اس بات کی ہے کہ ان کی تنخواہ کیا ہوگی ان کو ملے گا کیا کیا مرتبہ اور مقام ان کو میسر آئے گا جیسے پیشہ ور لوگ ہوتے ہیں جیسے آج کل کی دنیا میں بھی دیکھ لیں کہ کوئی مر رہا ہے لیکن ڈاکٹر کی ایک فیس ہے آپ وہ فیس نہیں دے سکتے تو مرنے والا مر جائے آپریشن وہ نہیں کرتے اور وہ کہتے ہیں کہ ہمارا تو اتنا خرچہ ہے ملین، بلین اس طرح ان کے پاس جمع ہو جاتے ہیں تو اب یہاں پر بھی وہ یہی پوچھ رہے ہیں پیشہ ور لوگوں کی طرح کہ ہمیں بتائیں کہ ہمارا انعام کیا ہے اگر ہم جیت گئے

آیت نمبر42۔ قَالَ نَعَمْ وَإِنَّكُمْ إِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِينَ

ترجمہ۔ اس نے کہا "ہاں، اور تم تو اس وقت مقربین میں شامل ہو جاؤ گے"

قَالَ نَعَم اس نے کہا کہ ہاں **وَإِنَّكُمْ** اور بے شک تم **إِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِينَ** اس وقت تم مقربین میں شامل ہو جاؤگے اب آپ دیکھ لیجئے کہ ایک طرف ملک خطرے میں ہے فرعون پریشان ہے دوسری طرف جو جادوگر ہیں ان کے کوئی پاکیزہ جذبات نہیں ہے کہ وہ یہ کہیں کہ اچھا جی اس وقت تو ہمارے ملک کی عزت اور ذلت کا مسئلہ ہے ہمارے دین کی ذلت اور عزت کا مسئلہ ہے لیکن وہ انعام کی بات کرتے ہیں اور فرعون اس وقت کیا یقین دہانی کراتا ہے قال نعم -نعم کا مطلب کیا ہے کہ جیسے پہلا کوئی شخص بات کر رہا ہے آپ اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ ہاں یعنی نعم **قَالَ نَعَمْ** ہاں تمہیں انعام تو ملے گا وَ اور **إِنَّكُمْ** بےشک تُمْ سب کے سب **إِذًا** اسی وقت تمہارا یہ مقام ہو جائے گا **لَّمِنَ الْمُقَرَّبِينَ** کہ تم مقربین میں شامل ہو جاؤ گے اب مقربین میں **مقرب** اس کا مادہ کیا ہے؟(ق-ر-ب) قرب قریبی ہونا قرابت پیاروں کے لئے بھی آتا ہے اور مقربین وہ لوگ جو کہ قریبی لوگوں میں شامل ہو جائیں تو وہ کہتا ہے کہ روپیہ پیسہ تو تمہیں ملے گا ہی اور اس کے ساتھ تمہیں دربار میں کرسی بھی نصیب ہو جائے گی اب گویا کہ نوازش یہ ہوگی کہ تم شاہی مقربین میں شامل ہو جاؤگے اب آپ دیکھ لیجئے کہ فرعون اور اس کے جو جادوگر ہیں ان کا اخلاق کیسا ہے اور وہ لوگ اپنے باپ دادا کے دین کو بچانے کے لئے جمع ہوئے ہیں جادوگر اپنے ملک کی عزت کی خاطر جمع ہوئے ہیں لیکن حوصلہ اتنا کم ہے ان کا کہ باپ داداکے دین کو بچانے کی خدمت میں بھی پہلے پوچھتے ہیں کہ ہمیں ملے گا کیا کچھ ؟انعام تو ملے گا اور ملے گا تو کیا اور دوسری طرف وقت کے پیغمبر کا کردار کیسا ہے کہ ایک پسی ہوئی قوم کا فرد ہے دس سال تک قتل کے الزام میں روپوش رہا حضرت موسیٰ علیہ السلام دس سال تک تقریباً باہر رہے اور پھر اللہ جب حکم دیتا ہے تو کیا کرتے ہیں فرعون کے دربار پہ آ کر کھڑے ہو جاتے ہیں اب فرعون کہتا ہے کہ میرے پاس تو پلا بڑا ہے تو نے قتل نہیں کیا؟ تو ایسے میں اپنی غلطیوں کا اقرار بھی کرتے ہیں کہ ہاں میں خطاکار ہوں ہاں مجھ سے غلطی ہو گئی تھی لیکن میں ہوں اللہ رب العالمین کا بھیجا ہوا اور تُو بنی اسرائیل کو میرے حوالے کر دے اب وہ فرعون سے بات کرنے میں کوئی جھجک محسوس نہیں کرتے ان کے اندر ذرا سا بھی تامل نہیں پایا جاتا اور فرعون جو دھمکیاں دیتا ہے اس لئے ان کو کوئی پرواہ نہیں ہے یہ ہے کردار کی عظمت۔

آیت نمبر43. قَالَ لَهُم مُّوسَىٰ أَلْقُوا مَا أَنتُم مُّلْقُونَ

ترجمہ۔ موسیٰ نے کہا "پھینکو جو تمہیں پھینکنا ہے"

قَالَ لَهُم مُّوسَىٰ حضرت **موسیٰ** علیہ السلام نے ان جادو گروں کو کہا **أَلْقُوا** ڈالو تم **مَا أَنتُم مُّلْقُونَ** جو تمہیں ڈالنا ہے جو تمہیں پھینکنا ہے اب پھینکو اب آپ دیکھیں کہ یہ جادوگر جو مصر کے اطراف سے جمع کر لئے گئے تھے ان کی تعداد کے بارے میں مفسرین کہتے ہیں کہ ان کی تعداد بارہ ہزار تھی بعض کہتے ہیں سترہ ہزار بعض کہتے ہیں انیس ہزار کچھ کہتے ہیں تیس ہزار اور بعض کہتے ہیں کہ اسی ہزار جادوگر جمع کیے گئے تھے اب آپ دیکھ لیں کہ اگر کم سے کم بارہ اور زیادہ سے زیادہ اسی بھی سمجھے جائیں گوکہ اصلی تعداد تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے کیونکہ ہمارے پاس کوئی ایسا مستند ذریعہ نہیں ہے جس سے ہمیں معلوم ہو سکے کہ صحیح تعداد کیا تھی لیکن اصل بات یہ ہے کہ سب کو بتا کراور ہر طرح کا انعام کا لالچ دے کر ایک کثیر تعداد جادوگروں کی جمع کر لی گئی تھی اور حضرت موسیٰ علیہ

السلام کے زمانے میں کیا چیز زوروں پر تھی جادو بڑے عروج پر تھا رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں کیا چیز عروج پر تھی ادب ،عربی زبان قوائد و ضوابط اس کی فصاحت و بلاغت اور شاعری یہ بڑے عروج پر تھی تو عرب کسی اور کی بات کو ذرا سا بھی اہم نہیں سمجھتے تھے اور آج کل ہمارے دور میں کیا چیز عروج پر ہے ذرائع ابلاغ "جو بڑھ کر تھام لے یہ مینہ اسی کی ہے" اور اصل بات کیا ہے کہ

؎ ان کی پرواز انہیں تابہ فلک لے پہنچی

ہم یہی سوچ رہے ہیں کہ خیال اچھا ہے

بعض لوگ بہت نیک ہیں اچھے ہیں کتابیں بڑی اچھی ہیں ان کا کام بہت اچھا ہے لیکن جس کی جتنی زیادہ تشہیرہے بس لوگ اسی کے نام کی پھر مالا جپتے ہیں اسی کا نام لیا جاتا ہے اور بہت اچھے اچھے علماء اور اچھی اچھی ان کی کتابیں اور بہت اچھی اچھی ان کی خدمات وقت کے ساتھ وہ مٹ گئیں کیوں؟ اس لئے کہ ان سے اس کی تشہیر نہیں ہو سکی عام چیز زیادہ سے زیادہ لوگوں کے ہاتھوں میں نہیں آسکی اب بحرحال حضرت موسیٰ علیہ السلام ڈرتے نہیں ہیں آپ سوچیں دنیا جمع ہے ایک حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں اور ہزاروں جادوگر ہیں جادوگروں سے آپ کہتے ہیں کہ پھینکو جو تمہیں پھینکنا ہے آپ دیکھیں کہ اس وقت یہ نہیں کہ اتنے زیادہ لوگوں کو دیکھ کر ڈر جائیں یا پیچھے ہو جائیں اس وقت بھی ایک جرأت کے ساتھ ایک قوت کے ساتھ آگے ہو کر کہتے ہیں کہ تمہی پھینکو اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ ان کے اندر ایک جرأت تھی کہ مرضی ہے تمہاری کیونکہ جب بھی کبھی مقابلہ ہوتا ہے آج بھی کبھی جب بچے کھیلتے ہیں آپ نے بھی کبھی کھیلا ہوگا تو دو جماعتوں سے یا دو گروپوں سے پوچھا جاتا ہے کہ تم شروع کروگے یا ہم شروع کریں اور دیکھیں کوئی دوسرے کو موقع نہیں دینا چاہتا بعض دفعہ ان کو لگتا ہے بعد میں ہم کھیلیں تو فائدہ ہو گا اور بعض وہ کہتے ہیں ابتدا کریں آج ہمیں موقع ملے گا تو ہم جیتیں گے پہلے ابتدا کریں تو ہمیں وہ فائدہ ہوگا لیکن اب یہاں پر آپ اس سے بے نیاز ہو کر کہتے ہیں کہ تمہی شروع کرو تمہی اپنے جادو کا اظہار کرو۔

آیت نمبر44. فَأَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَقَالُوا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ إِنَّا لَنَحْنُ الْغَالِبُونَ

ترجمہ۔ انہوں نے فوراً اپنی رسیاں اور لاٹھیاں پھینک دیں اور بولے "فرعون کے اقبال سے ہم ہی غالب رہیں گے"

فَأَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ انہوں نے فورا **فَأَلْقَوْا** ڈال دی **حِبَالَهُمْ** اپنی رسیاں **وَعِصِيَّهُمْ** اور اپنی لاٹھیاں **وَقَالو** اور وہ بولے **بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ** فرعون کے اقبال ، فرعون کی عزت کی قسم **إِنَّا لَنَحْنُ الْغَالِبُونَ** کہ ہم ہی غالب رہیں گے اب آپ دیکھیے کہ مقابلہ شروع ہو چکا ہے اور یہاں پر اللہ رب العزت نے کیا کہا کہ جادو گروں نے جب مقابلہ شروع کیا انہوں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیوں کو جب ڈالا تو وہ بولنے لگے ساتھ ہی وہ اپنے منہ سے کچھ جملے بول رہے تھے ان میں سے ایک نے کہا تھا **بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ** تو **بِعِزَّةِ** میں "ب" جو ہے اس کے کیا معنی ہے مفسرین کی ایک رائے یہ ہے کہ **"ب"** کے معنی قسم کے ہیں تو فرعون چونکہ ان کے ہاں دیوتا کی حیثیت رکھتا تھا اس وجہ سے وہ کوئی قدم اٹھاتے وقت اپنے دیوتا کی عزت اور اقبال کی قسم کھاتے ہے رسیاں لاٹھیاں تو پھینک دیں پانسہ کے تیروں کی طرح اور اس کے بعد

ساتھ ہی انہوں نے قسم کھائی کہ فرعون کی عزت کی قسم گویا کہ فرعون کا مرتبہ اور مقام ان کے ہاں بڑا ہی عزت کا مقام تھا اور اب آپ دیکھیں کہ اگر آج ہم اپنے مسلمانوں کی زندگیوں کا جائزہ لیں تو اب مسلمانوں کے ہاں بھی ایسی قسمیں کھائی جانے لگیں بڑے افسوس کی بات ہے عرب کے مشرکین بھی قسمیں کھاتے تھے اور آج مسلمان بھی کھاتے ہیں وہ کیا قسمیں کھاتے ہیں مسلمان مثلا کوئی مسلمان کہتا ہے کہ تیرے سر کی قسم، تیری داڑھی کی قسم تیرے باپ کی قبر کی قسم ،تیری بیٹی کی قسم، تیری ماں کی قسم یا پھر کوئی بادشاہ ہو تو بادشاہ کی قسم کھالی جس کے پاس بھی جاتے ہیں اس کے پاس جا کر کچھ نہ کچھ لوگ قسمیں کھاتے ہیں یہ قسمیں کھانا جائز نہیں ہے کیوں مطلب جیسے اللّٰہ کے نام کی جھوٹی قسم کھائیں تو گناہ ملتا ہے تو ان ناموں کی سچی قسم بھی گناہ سے کم نہیں ہے یہ ہے علماء کی رائے کہ قسمیں نہیں کھانی چاہیں اور اگر قسم کھائیں تو اللّٰہ کی کھائیں وہ بھی سچی قسم کھائیں بہرحال انہوں نے فرعون کی عزت کی قسم کھائی اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ فرعون کی عزت اس کے مقام اس کا مرتبہ اس کی حکومت اس کی کرسی اس سے بہت زیادہ مرعوب تھے اور ان کو یقین تھا کہ فرعون ہمارے ساتھ ہے اس کی خدائی ہمارے ساتھ ہے **اِنَّا لَنَّحْنُ الْغٰلِبُون** ہم ہی غالب ہونے والوں میں سے ہیں تو یہ تھی ان کی قسم کھانا اور یہ تھا ان کا دوسروں کو یقین دلانا اب آپ دیکھیے کہ قرآن مجید میں اور جگہ پہ ہمیں اس کی تفصیل پتہ چلتی ہے یہاں پر باقی ساری تفصیلات کو چھوڑ دیا گیا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان سے یہ فقرہ نکلتا ہے کہ بتاؤ تم پھینکو گے کہ ہم پھینکیں رسی لاٹھی تو اب جب جادوگروں نے اپنی رسیاں لاٹھیاں پھینکی تو یکا یک وہ بہت سے سانپوں کی شکل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھاگتی ہوی لپکتی ہوی دوڑتی ہوئی نظر آئیں قرآن مجید میں اس کی تفصیل ہمیں سورت الاعراف میں ملتی ہے آیت نمبر 116- **قَالَ أَلْقُوا فَلَمَّا أَلْقَوْا سَحَرُوا أَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوهُمْ وَجَاءُوا بِسِحْرٍ عَظِيمٍ -** جب انہوں نے اپنے آنچر پھینکے تو لوگوں کی آنکھوں کو سحر زدہ کر دیا مسحور کر دیا سب کو وحشت زدہ کر کے رکھ دیا اور بڑا بھاری جادو وہ لوگ بنا کر لائے دوسری طرف اللّٰہ تعالیٰ کیا بتا رہے ہیں سورت طٰہ میں اس کا نقشہ اللّٰہ رب العزت نے بڑا خوبصورت کھینچا ہے- سورت طٰہ آیت66. 67. 68 **قَالَ بَلْ أَلْقُوا ۖ فَإِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِن سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعَىٰ -** حضرت موسیٰ علیہ اسلام نے کہا "نہیں، تم ہی پھینکو" یکایک اُن کی رسّیاں اور اُن کی لاٹھیاں اُن کے جادو کے زور سےحضرت موسیٰ علیہ اسلام کو دَوڑتی ہوئی محسوس ہونے لگیں (66)یکایک ان کے جادو سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یوں محسوس ہوا کہ ان کی رسیاں اور لاٹھیاں دوڑی چلی آ رہی ہیں **فَأَوْجَسَ فِي نَفْسِهِ خِيفَةً مُّوسَىٰ** (67) اس سےحضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے دل میں ڈر محسوس کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام اس سے اپنے دل میں ڈر گئے تو تب اللّٰہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تسلی دی **قُلْنَا لَا تَخَفْ إِنَّكَ أَنتَ الْأَعْلَىٰ (68)**کہ موسیٰ آپ کو گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں تم کیا کرو تم اپنی رسی کو اپنی لاٹھی کو زمین پر پھینکو یعنی آپ کے پاس جو لاٹھی ہے اس کو آپ زمین پر پھینکیں تو پھر آیت نمبر 45 سے کیا پتہ چلتا ہے

آیت نمبر 45. فَأَلْقَىٰ مُوسَىٰ عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُونَ

ترجمہ۔ پھر موسیٰؑ نے اپنا عصا پھینکا تو یکایک وہ ان کے جھوٹے کرشموں کو ہڑپ کرتا چلا جا رہا تھا

فَأَلْقَىٰ مُوسَىٰ عَصَاهُ پھرحضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لاٹھی اپنا عصا پھنکا **فَإِذَا** یکا یک اچانک اسی وقت **هِيَ** وہ **تَلْقَفُ** نگلنے لگا ہڑپ کرتا جا رہا تھا **مَا يَأْفِكُونَ** جو وہ گھڑرہے تھے جو کچھ انہوں نے جھوٹ بنا رکھا تھا اسی وقت ان کے بنے بنائے کھلونوں کو ان کے بنے بنائے جو افک ہے اس کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی نے نگلنا شروع کر دیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی آپ پیچھے پڑھی چکی ہیں کہ **ثُعبان مبین** کہ وہ تو ایک اژدھا تھا لاٹھی جو تھی خوفناک اژدھا بن کر ان کو نکلنے لگی تو اژدھا کیا ہوتا ہے بہت بڑا سانپ جسامت کے اعتبار پر وہ ثعبان تھا اژدھے کی طرح تھا لیکن اس کے اندر جو پھرتیلا پن تھا وہ **"جآنّ"** کا تھا **جآنّ** چھوٹے سانپ کی طرح تھا کیونکہ چھوٹا سانپ جو ہوتا ہے پھرتیلا ہوتا ہے تیز جاتا ہے اور **حیةّ** سانپ کی جنس کے لئے آتا ہے گویا کہ اسم جنس آپ کہہ سکتی ہیں کہ چھوٹا تھا بڑا تھا جو کچھ بھی یعنی جسامت کے اعتبار سے بڑا تھا پھرتی اس کے اندر چھوٹے سانپ کی طرح پائی جاتی تھی تو وہ کرنے کیا لگا **فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُونَ** کہ جو کچھ بھی انہوں نے گھڑا تھا اس کو اس **ثبعان** نے نگلنا شروع کر دیا اب آپ دیکھ لیں کہ مَا يَأْفِكُونَ سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ جادوگروں نے جو بھی کرتب دکھایا **"ما"** جو کچھ بھی جو کچھ بھی انہوں نے بنایا جو کچھ کرتب دکھایا اس کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عصا نے ختم کر دیا اور **تَلْقَفُ** ل۔ ق۔ ف کے معنی کیا ہے کسی چیز کو جلدی سے لے لینا ہاتھ سے لینے کے لئے بھی آتا ہے اور منہ سے لینے کے لئےبھی جیسے کسی چیز کو چبائے بغیر نگل جانا۔ کھانا کھائیں تو" **اَكَلْ**" ہے **"لقف"** نہیں ہے اگر **(ل ق ف)** ہے تو آپ نے کھانا تو کھایا ہے پر چبایا نہیں ہے چبائے بغیر آپ اس کو نگل گئے ہیں جیسے یکدم کسی چیز کو ہڑپ کر لیا جائے تو اس کے لئے یہ چیز استعمال کی جاتی ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عصا نے ان کے سارے کیے کرائے پر پانی پھیر دیا اور وہ جو ان کا شاہکار تھا جو مصر کے پورے علاقوں سے بہترین جادوگر جمع کئے گئے تھے تو اس کا حشر کیا ہوا کہ عصائےحضرت موسی علیہ اسلام نے سحروساحری کے سارے طلسم کو ،سارے جھوٹ کو، سارے افک کو باطل بنا کر رکھ دیا سورت الا انبیاء آیت 18 میں بھی اللہ تعالیٰ کیا کہتے ہیں **بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ ۚ** ہم تو باطل پر حق کی چوٹ لگاتے ہیں جو اس کا سر توڑ دیتی ہے اور وہ دیکھتے دیکھتے مِٹ جاتا ہے اللہ حق کو سرخروئ دیتا ہے اور باطل کو شکست ہو جاتی ہے۔ فرعون نے کیوں لوگوں کو جمع کیا تھا وہ تو شکست دینا چاہتا تھا حضرت موسی علیہ السلام کو اور اس کے جو درباری تھے وہ بھی شکست دینا چاہتے تھے لیکن الٹا ہوا اور الٹا کیا ہوا

آیت نمبر46. فَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سَاجِدِينَ

ترجمہ۔ اس پر سارے جادوگر بے اختیار سجدے میں گر پڑے

فَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سَاجِدِينَ اس بار سارے جادوگر سجدے میں گر پڑے اب دیکھو **السَّحَرَةُ** جادوگر سارے جادوگر کیونکہ یہ جمع کے لئے استعمال ہوا ہے **فَأُلْقِيَ** اب یہ نہیں ہے کہ وہ خود سے گر پڑے یہ ماضی مجہول ہے ان کو گرا دیا گیا **سَاجِدِينَ** سجدے میں گویا کہ بے اختیار وہ سجدے میں گر پڑے اس کا مطلب یہ ہے کہ اندر سے ان کے دل نےحضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزے کی حقانیت کو تسلیم کر لیا ان کا دل اندر سے مسلمان ہو گیا اور جب انہوں نے یہ دیکھا کہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عصا پھینکی ہے اور اس کا جو اثر تھا تو انہوں نے محسوس کیا کہ یہ جادو نہیں ہے انہوں نے حق کا اعتراف

کیا اور یہی وجہ ہے کہ انہوں نے فوراً اپنے ایمان کا اعلان کر دیا **فَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سَاجِدِينَ** سجدہ کرتے ہوئے جادوگروں کو گرا دیا گیا ،وہ سجدے میں گر پڑے

آیت نمبر47. قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ الْعَالَمِينَ

ترجمہ. اور وہ بول اٹھے کہ "مان گئے ہم رب العالمین کو

آیت نمبر48. رَبِّ مُوسَىٰ وَهَارُونَ

ترجمہ. موسیٰؑ اور ہارونؑ کے رب کو"

قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ الْعَالَمِينَ اور وہ بول اٹھے ہم ایمان لائے عالمین کے رب پر **رَبِّ مُوسَىٰ وَهَارُونَ** حضرت موسیٰ علیہ السلام اورحضرت ہارون علیہ اسلام کا رب اب وہ یہ نہیں کہتے کہ ہم عالمین کے رب پر ایمان لائے صرف اتنا نہیں کہتے اگر وہ اتنا کہتے تو پھر فرعون بھی سمجھا جا سکتا تھا کیونکہ دنیا اور درباری اور فرعون تو یہ سمجھتا تھا کہ میں ہوں عالمین کا رب تو انہوں نے کیا کہا**آمَنَّا بِرَبِّ الْعَالَمِينَ** عالمین کے رب پر ہم ایمان لائے اور عالمین کا رب فرعون تُو نہیں ہے وہ **رَبِّ مُوسَىٰ وَهَارُونَ** حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کے رب پر ہم ایمان لائے تو اب آپ دیکھ لیجئے کہ یہاں پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مقابلہ کرنے والوں کو جب شکست ہو جاتی ہے تو چلو شکست ہو گئی تھی یہ بات ختم ہو جاتی ہے کہ چلو جی یہ ہار گئے ہیں جادوگرحضرت موسیٰ علیہ السلام جیت گئے ہیں لیکن شکست ہونے کے بعد جب جادوگروں نے ایمان لانے کا اعلان کیا اور سجدے میں گر گئے تو اس وقت اس کے معنی کیا تھے کہ ان کا یہ اقرار **يَوْمُ الزِّينَةِ** کے دن ان کا یہ اقرار اس بات کا اعلان تھا کہ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پیش کیا ہے یہ جادو کا فن نہیں ہے یہ کوئی معجزہ ہے اور یہ کام تو صرف اللہ رب العالمین ہی کا ہو سکتا ہے آپ دیکھ لیجئے کہ اب ذرا سی بھی شک کی گنجائش نہیں رہی اور انہوں نے واضع طور پر یہ بات کہی کہ وہ **اٰمنا** برب العالمین جو سارے عالم کا رب ہے ہم اس پر ایمان لے آتے ہیں اور اب یہ وقت بڑا ہی عجیب وقت تھا نہایت نازک وقت تھا اور فرعون اس کے درباری جو مصر کے لوگ تھے وہ تو اس لئے جمع ہوئے تھے تاکہ ان کو ایک فتح کی ایک غلبے کی آس تھی اور اب ایک طرف وہ مغلوب ہوگئے دوسری طرف مغلوب ہونے کے بعد انہوں نے بھرے مجمع میں قومی میلے کے دن سب کے سامنے اس بات کا اعلان کر دیا وہ دن بھی يَوْمُ الزِّينَةِ کا تھا **الزِّينَةِ** کا مطلب کیا ہے لوگوں کے اعتبار سے بھی زینت بڑی دنیا جمع تھی دن چڑھا ہوا تھا چاشت کا وقت تھا ایسا وقت جس میں سورج کی روشنی پوری طرح کھلی ہوئی تھی ابھی دھوپ بھی زیادہ تیز نہیں ہوتی جب کیوں انہوں نے طے کیا تھا **فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُومٍ 38.** یوم معلوم سے مراد **يَوْمُ الزِّينَةِ** اور اب فرعون تو خود چاہ رہا تھا کہ ایسے لوگ ڈھونڈ کرً لائیں **وَابْعَثْ فِي الْمَدَائِنِ حَاشِرِينَ** شہروں میں ہرکارے بھیج دیجیے نقیب خوب اچھے طرح ذمہ دار قسم کے لوگ زیادہ سے زیادہ لوگ جمع ہو جائیں فرعون چاہتا تھا کہ لوگ مغلوب ہوں گے اور میری واہ واہ ہوگی اور میری فتح ہوگی اور ہوا کیا کہ شکست کے ساتھ مغلوب ہونے کے ساتھ جادوگروں نے اپنے دین اور ایمان کا اعلان کر دیا اب اس وقت فرعون غصے سے بھڑک اٹھا وہ بہت زیادہ پریشان ہوا اور اب وہ بوکھلا اٹھا اور صرف

بوکھلایا ہوا نہیں تھا جھنجلاہٹ میں بھی تھا صرف جھنجلاہٹ ہی میں نہیں تھا بلکہ اس سے بھی مزید ایک قدم آگے کی طرف بڑھا

آیت نمبر49. **قَالَ آمَنتُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ آذَنَ لَكُمْ ۖ إِنَّهُ لَكَبِيرُكُمُ الَّذِي عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ۚ لَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُم مِّنْ خِلَافٍ وَلَأُصَلِّبَنَّكُمْ أَجْمَعِينَ**

ترجمہ۔ فرعون نے کہا "تم حضرت **موسیٰ علیہ اسلام کی بات مان گئے قبل اس کے کہ میں تمہیں اجازت دیتا! ضرور یہ تمہارا بڑا ہے جس نے تمہیں جادو سکھایا ہے اچھا، ابھی تمہیں معلوم ہوا جاتا ہے، میں تمہارے ہاتھ پاؤں مخالف سمتوں میں کٹواؤں گا اور تم سب کو سولی چڑھا دوں گا"**

قَالَ کہنے لگا **آمَنتُمْ** تم ایمان لے آئے **لَهُ** اس پر اس سے مراد کون ہےحضرت موسیٰ علیہ السلام قبل **قَبْلَ أَنْ آذَنَ لَكُمْ** اس کے کہ میں تم کو اجازت دیتا تم موسیٰ کی بات مان گئےحضرت موسیٰ علیہ السلام قبل اس کے کہ میں تم اس کی اجازت دیتا **إِنَّهُ لَكَبِيرُكُمُ الَّذِي** ضرور یہ تمہارا بڑا ہے **لَكَبِيرُ** یہاں پر صفت مشبہ ہے اس کے معنی کیا ہیں کہ یقیناً یہ تمہارا بڑا ہے اب یہ نہیں کہتا کہ تم نے بات کیوں مانی اب فرعون جو تاثر ہے اس کو دھونا چاہتا ہے اور بتانا یہ چاہتا ہے کہ اصل بات یہ ہے کہ یہ سب جادوگر آپس میں ملے ہوئے تھے یہ دوسرے شہر سے ،پورے ملک سے وہ جادوگرحضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملے ہوئے تھے توحضرت موسیٰ علیہ السلام ان کا بڑا جادوگر ہے یہ فرعون کہتا ہے **إِنَّهُ لَكَبِيرُكُمُ الَّذِي** کہ بے شک وہ ہے **لَ** جو ہے وہ لامِ تاکید ہے سب سے بڑے کے لئے آتا ہے جادوگروں میں سب سے بڑا **الَّذِی** وہ شخص کون حضرت موسیٰ علیہ السلام **عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ.** جس نے تمہیں جادو سکھایا ہے اب آپ دیکھ لیجئے کہ ضد ہٹ دھرمی فرعون ایک صریح معجزے کو دیکھنے کے بعد بھی اقرار نہیں کرتا جب بازی ہارتی دیکھتا ہے ایک مزید سیاسی سازش کا افسانہ تیار کرتا ہے اور کیا کہتا ہے کہ یہ تمہارا بڑا تھا جس نے تمہیں جادو سکھایا اچھا جلدی تمہیں پتہ چل جائے گا سورت الاعراف آیت 123 میں ہمیں یہ بات پتہ چلتی ہے کہ اس وقت فرعون نے کیا کہا تھا. **قَالَ فِرْعَوْنُ آمَنتُم بِهِ قَبْلَ أَنْ آذَنَ لَكُمْ ۖ إِنَّ هَٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوهُ فِي الْمَدِينَةِ لِتُخْرِجُوا مِنْهَا أَهْلَهَا ۖ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ .** فرعون نے کہا "تم اس پر ایمان لے آئے قبل اس کے کہ میں تمہیں اجازت دوں؟ یقیناً یہ کوئی خفیہ ساز ش تھی جو تم لوگوں نے اس دارالسلطنت میں کی تاکہ اس کے مالکوں کو اقتدار سے بے دخل کر دو اچھا توا س کانتیجہ اب تمہیں معلوم ہوا جاتا ہے ، تو اب جادو گروں کے ایمان لانے پر فرعون لوگوں کو یہ بتانا چاہتا ہے کہ یہ ایک سازش تھی یہ ایمان کا معجزہ نہیں ہے یہ ایک ملی بھگت ہے جو انہوں نے آپس میں طے کر لی تھی تاکہ ان کو اقتدار مل جائے اور یہ آپس میں اس اقتدار کا مزا لوٹیں اب وہ کہتا ہے **لَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ** میں ضرور بہ ضرور کاٹوں گا تمہارے ہاتھوں کو اور تمہارے پاؤں کو مخالف سمت سے **لَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُم مِّنْ خِلَافٍ وَلَأُصَلِّبَنَّكُمْ أَجْمَعِينَ** اور تم سب کو سولی پر چڑھا دوں گا تو ایک طرف فرعون عوام کو دنیا کو یہ بتا رہا ہے کہ یہ سازش تھی جو انہوں نے آپس میں تیار کر لی ہے اور دوسری طرف فرعون جادو گروں کو دھمکی دیتا ہے اور دھمکی بھی خوفناک ترین دھمکی اور وہ دھمکی کیا دیتا ہے کہ آپ دیکھیں**(ق ط ع)** کا مطلب ہوتا ہے قطع کاٹنا حروف مقطعات وہ حروف جو الگ الگ کر کے پڑھے جاتے ہیں جیسے کٹے ہوتے ہیں الگ الگ کر کے جن کو پڑھا جاتا ہے اور ل بھی لام تاکید ہے اور ن یہ بھی تاکید کے لئےہے اور شد جب آتی ہے تکرار بھی ہوتی ہے اور شدت بھی ہوتی ہے **لَأُقَطِّعَنَّ.** میں ضرور بہ ضرور تم لوگوں کو قتل کر دوں گا اور بات صرف اتنی نہیں ہے کہ وہ قتل کر دے گا

بلکہ کیا کہتا ہے ایسے قتل کروں گا کہ تمہارے ہاتھوں کو کاٹوں گا تمہارے پاؤں کو کاٹوں گا **مِّنْ خِلَافٍ** مخالف سمت سے ، الٹے طور پر ہاتھ پاؤں کٹنے کا مطلب کیا ہے کہ دایاں ہاتھ اور بایاں پیر یا بایاں ہاتھ اور دایاں پیر اور اس کے بعد پھر میں سولی پر چڑھاؤں گا تو آپ دیکھیں گے کہ ہاتھ پیر کاٹنا یہ بھی تو ایک عذاب ہے نا ہاتھ کاٹا جائے پاؤں کاٹا جائے اور صرف اسی پر اس کی غضب کی آگ ٹھنڈی نہیں ہوتی اسی پر اس کا غصہ ختم نہیں ہوتا بلکہ اور کیا کہتا ہے کہ سولی پر لٹکانے کا اعلان کرتا ہے یہ ہے اس کا انتقام کیا کہتا ہے سب کو میں سولی پر چڑھا دوں گا اور آپ یہ بات دیکھ لیجئے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ فرعون اس وقت بہت ہی غصے میں بھی ہے اور اتنی شدید سزا کا اعلان کرتا ہے لیکن وہ جادوگر جو تھوڑی دیر پہلے یہ پوچھ رہے تھے یہ مطالبہ کر رہے تھے کہ کیا ہمارے لئے بھی کوئی اجر ہو گا؟

آیت نمبر50. قَالُوا لَا ضَيْرَ ۖ إِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا مُنقَلِبُونَ

ترجمہ۔ انہوں نے جواب دیا "کچھ پرواہ نہیں، ہم اپنے رب کے حضور پہنچ جائیں گے

اب وہی جادوگر یہ اعلان کرتے ہیں **لَا ضَيْرَ** کوئی نقصان نہیں ہے کوئی خوف نہیں ہے کچھ پرواہ نہیں ہے **(ض ر ر)** نفع کی ضدکے لئے یہ استعمال کیا جاتا ہے کہ ہمیں تو کوئی پرواہ نہیں ہے یہاں پہ **ضَيْرَ** مصدر کے معنی میں آیا ہے کوئی غم نہیں کوئی پریشانی نہیں اب تم کیا کروگے ہم تو ایمان لے آئے تم مخالف سمتوں سے ہمارے جسم کی اعضاء کو کاٹو گے ہمیں سولی پر چڑھاؤگے تو زیادہ سے زیادہ کیا کروگے ہماری جان ہی لے لوگے نا ہماری زندگی کو موت میں تبدیل کر دوگے اور ہمیں مرنا تو ہے ہی **إِلَىٰ رَبِّنَا مُنقَلِبُونَ** بے شک ہمیں اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے ہمیں اپنے رب کی طرف پلٹنا ہے مقابلے سے پہلے جادوگروں کی حالت اور تھی انعام و اکرام کا مطالبہ اب وہ صدق دل سے ایمان لے آئے تو اب کیا ہے فوراً ان کے اندر ایک انقلاب پیدا ہو گیا اب ان کے سامنے ان کی نظروں میں ان کی کوئی اہمیت نہیں ہے وقت نہیں ہے ان کو کوئی ڈر نہیں ہے کہ ہمیں مار دیا جائے گا ان کے کردار میں جرأت پیدا ہو جاتی ہے ان کے کردار کے اندر ایک پختگی آ جاتی ہے اور وہ کیا کہتے ہیں **إِلَىٰ رَبِّنَا مُنقَلِبُونَ**۔ موت تو آنی ہے مر کر اللہ کی طرف جانا ہے اور تم جب ہمیں سولی پر چڑھاؤگے ہمیں سزائیں دوگے تو ہوگا کیا موت ہی آئے گی تو اللہ کی طرف تو جانا ہی ہے

آیت نمبر51. إِنَّا نَطْمَعُ أَن يَغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطَايَانَا أَن كُنَّا أَوَّلَ الْمُؤْمِنِينَ

ترجمہ۔ اور ہمیں توقع ہے کہ ہمارا رب ہمارے گناہ معاف کر دے گا کیونکہ سب سے پہلے ہم ایمان لائے ہیں"

إِنَّا نَطْمَعُ۔ طمع کے ایک معنی لالچ کے بھی ہوتے ہیں ایک معنی امید کے بھی ہوتے ہیں جیسے کسی بری چیز کے لئے ایک لالچ ہونا اور ایک یہ کہ کسی ایک اچھی چیز کا لالچ ہونا، اچھی چیز کا حریص ہونا ہم تو یہ امید رکھتے ہیں ہمیں تو یہ توقع ہے اور توقع کیا ہے کہ ہمارا رب ہمیں ڈھانپ لے ہمارا رب ہماری مغفرت کر دے گا **غَفَرَ** ڈھانپ لینا یہ جو ٹوپی ہوتی ہے اس کو بھی مغفرۃٌ کہتے ہیں وہ سر کے

بالوں کو ڈھانپ لیتی ہے اور اللہ گناہوں کو ڈھانپ لے معنی کیا ہے اللہ گناہوں کو معاف کر دے چھپا دے جیسے آپ دیکھیں کہ آپ نوٹس لے رہی ہیں آپ سے غلطیاں ہو گئیں آپ اس کو وائٹ آؤٹ کر دیتی ہیں آپ اس کو کسی چیز سے چھپا دیتی ہیں تو ہے تو سہی اندر لکھا وہاں لیکن آپ نے اس کو چھپا دیا گناہ ہیں تو سہی نامہ اعمال میں بڑی غلطیاں کی ہیں زندگی میں لیکن ہمیں امید ہے کہ ہم جو ایمان لائے ہیں اور اللہ کے راستے میں ہم جو قربانیاں دیں گے۔ **إِنَّا نَطْمَعُ أَن يَغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا** کہ ہمیں امید ہے کہ ہمارا رب ہمیں بخش دے ہمیں ڈھانپ لے کیا چیز ڈھانپ لے **خَطَايَانَا** ہماری خطاوں کو ہماری لغزشوں کو ہمارے گناہوں کو معاف کر دے اب آپ دیکھ لیجئے کہ جادوگر ایسا سچا ایمان لائے ہیں کہ بڑی سے بڑی مصیبت بڑی سے بڑی تکلیف سخت سے سخت عذاب کو جھیلنے کے لئے وہ تیار ہو گئے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے ہمیں کسی نقصان کی کوئی پرواہ نہیں ہے اب غور کرنے کی بات تو یہ ہے کہ یہ جادوگر جن کی پوری زندگی گناہوں میں گزری کفر اور شرک میں گزری جادو کرتے ہوئے گزری اور جادوگروں میں وہ سب سے بہترین تھے ملک کے اندر جادو کرنے والے لیکن اب ایسا ایمان لائے ہیں اور ایمان کا اس طرح سے اعلان کرتے ہیں کہتے ہیں کہ جو بھی مصیبت آ جائے ہم اس کو برداشت کرنے کے لئے تیار ہیں ان کے اندر یہ بے خوفی کیسے پیدا ہو گئی کہ نہ فرعون سے ڈر رہے ہیں نہ فرعون کی خوفناک دھمکی سے ڈر رہے ہیں نہ ان کو کسی نقصان کی کوئی پرواہ ہے اور کیا کہتے ہیں کہ ہمیں اس بات کا کوئی ڈر نہیں ہے تو جو چاہے کر لے **إِنَّا نَطْمَعُ أَن يَغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطَايَانَا أَن كُنَّا أَوَّلَ الْمُؤْمِنِينَ۔** کیونکہ سب سے پہلے ہم ایمان لاتے ہیں اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ پورے مجمع میں پوری دنیا میں اس وقت جو یوم الزینہ کے دن جادوگروں میں اورحضرت موسیٰ علیہ السلام میں مقابلہ ہوا ہے اس میں ہم ایمان لاتے ہیں اور سب سے پہلے ہم ایمان لانے والوں میں سے ہیں تو اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ **اَوَلُ الْمُؤْمِنِين** فرعون کی قوم تو مسلمان نہیں ہوئی تھی لیکن انہوں نے قبول ایمان میں سبقت دکھائی کہتے ہیں کہ حضرت آسیہ علیھا اسلام بھی اس موقع پر پھر ایمان لے آتی ہیں اور ان کے ساتھ فرعون کی قوم میں سے چند لوگ ایمان لاتے ہیں اور آپ دیکھ لیجئے کہ یہ جو مرتبہ ہے جو ساحروں کو میسر آیا ،جو جادوگروں کو نصیب ہوا یہ ہر ایک کا مقام نہیں ہے یہ میرے اور آپ ہر ایک کا مقام نہیں ہے یہ بلند مرتبہ اتنی آسانی سے نہیں ملتا کہ دل سے اللہ کے آگے انہوں نے سجدہ کیا کہ اب ان کو کسی نقصان کسی سزا کسی چیز کی پرواہ نہیں حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنے ان پڑھ شاگردوں سے کہا تھا جب میرے نام پر تم کو لوگ عدالتوں میں پکڑوائیں گے تو پہلے سے نہ سوچنا کہ کیا جواب دوگے وقت پر الروح القدس خود تمہارے دل میں بات ڈال دے گا بعض اوقات یہ ہوتا ہے کہ انسان سوچتا ہے کہ میں کیا کروں کیونکہ یہ وقت بڑا مشکل ہے اور کس طرح سے بات بنائی جائے کہ میری جان بچ جائے یا پھر بعض اوقات ایمان کا انسان سودا کر لیتا ہے لیکن انہوں نے کیا کہا کہ اس وقت اللہ فرشتے کے ذریعے خود بتا دے گا، اللہ تعالیٰ خود تمہاری رہنمائی کر دے گا کہ تمہیں کیا جواب دینا ہے تو آئیے میں اور آپ بھی سچا ایمان لے آئیں وہ شعوری ایمان جو جادوگر لائے تھے اب نہ ان کی نظر میں کرسی کی حیثیت ہے ،نہ انعام چاہئے، نہ دولت چاہئے ،نہ سزا کا ڈر ہے یہ ہے کردار کی تبدیلی ایمان انسان سے ایسے کردار کا مطالبہ کرتا ہے

نہ غرض کسی سے نہ واسطہ مجھے کام اپنے ہی کام سے

تیرے ذکر سے تیری فکر سے تیری یاد سے تیرے نام سے

اور اس کا کیا مطلب ہے

ء جہاں میں اہل ایماں صورت خورشید جیتے ہیں

ادھر ڈوبے ادھر نکلے ادھر ڈوبے ادھر نکلے

سورج کی طرح اور کسی چیز سے وہ ڈرتے نہیں ہیں کسی چیز سے وہ گھبراتے نہیں ہیں اور جیسے بھی حالات ہوتے ہیں وہ اس کے اندر کود جاتے ہیں پریشان نہیں ہوتے کہ اب ہمارے حالات کیا ہیں اور کس طرح ہمیں سزا دی جاری ہے تو یہ ہے میری اور آپ کی بھی ذمہ داری کہ میں اور آپ کیا کریں

ء ہم گردش دوران سے کچھ اس طرح لڑے ہیں

دیوار بنے دشت تمنا میں کھڑے ہیں

دیکھو تو ہر اک سمت ہے پھولوں کا تبسم

سوچو تو رہے شوق میں کانٹے بھی بڑے ہیں

تو اس طرح سے وہ آگے بڑھتے ہیں اور اللہ رب العزت کیا فرماتے ہیں

آیت نمبر52. وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنْ أَسْرِ بِعِبَادِي إِنَّكُم مُّتَّبَعُونَ

ترجمہ۔ ہم نے موسیٰؑ کو وحی بھیجی کہ "راتوں رات میرے بندوں کو لے کر نکل جاؤ، تمہارا پیچھا کیا جائے گا"

وَأَوْحَيْنَا اور ہم نے وحی کی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف **أَنْ أَسْرِ بِعِبَادِي** کہ آپ راتوں رات لے کر چل پڑے میرے بندوں کو اب آپ دیکھیں کہ آپ پیچھے سورت بنی اسرائیل میں یہ بات پڑھ چکیں کہ **اِسْرَا** کے معنی کیا ہوتے ہیں؟ رات کے وقت چلنا کہ آپ رات کے وقت چل پڑیں **بِعِبَادِي** میرے بندوں کو اور میں تو اکثر اسی بات پر سوچتی ہوں اللہ کن کو میرے بندے کہتا ہے دنیا تو ساری اللہ کی ہے جس دل میں ایمان ہے جو اللہ کو ماننے والے ہیں اللہ ان کو کہتا ہے **أَنْ أَسْرِ بِعِبَادِي** کہ میرے بندوں کو لے کر چل پڑوں کس کوکہا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو **إِنَّكُم مُّتَّبَعُونَ** یقیناً تمہارا پیچھا کیا جائے گا اب آپ دیکھ لیں کہ بنی اسرائیل کی آبادی کسی ایک جگہ پر جمع نہیں تھی بنی اسرائیل کی قوم مصر میں مختلف جگہ پر آبادتھی مختلف شہروں میں اور مختلف بستیوں میں اور اب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ آپ بنی اسرائیل کو لے کر مصر کی بستیوں سے نکل جائیے تو اب کس طرح سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہجرت کی تیاری کی ہوگی تمام بستیوں میں پیغام دیا ہوگا کیسے کہ یہ بادشاہ جو فرعون ہے اور جو اس کے ساتھی ہیں ہر کارے ان کو بھی پتہ نہ چلے حکمت کے ساتھ تدبر دور اندیشی کے ساتھ بنی اسرائیل کہ لوگ جو پسی ہوئی قوم غلام قوم ہے ہزاروں سال سے غلامی میں چل رہی ہے تو فرعون سے بھاگ کر خاموشی سے نکل کر یہاں سے جا سکے اب اللہ تعالیٰ نے ایک طرف کہا کہ آپ رات کے وقت میرے بندوں کو لے کر چل پڑیے یعنی ہجرت کا حکم دے دیا خود بھی جائیے میرے بندوں کو بھی یہاں سے لے جائیے دوسری طرف یہ بھی ساتھ ہی ہدایت کر دی کہ رات کے وقت لے کے جانا اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک رات مقرر کر دی گئی اور اس رات تمام مہاجرین کو

نکل کھڑے ہونا تھا منصوبہ بندی اس کی تیسری بات جو پتہ چلتی ہے وہ یہ کہ تمہارا پیچھا کیا جائے گا تمہارا تعاقب کیا جائے گا ڈرنا نہیں پریشان نہیں ہونا جب تمہارا پیچھا کیا جائے تو کیا کرنا چلتے چلے جانا کیوں میں تمہیں پہلے سے بتا رہا ہوں **إِنَّكُم مُّتَّبَعُونَ** کہ تمہارا پیچھا کیا جائے گا تمہارا تعاقب کیا جائے گا آپ دیکھ لیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کی اور اہل مکہ نے آپ کا پیچھا کیا آپ کے بھی سرکی قیمت لگی اور جو مسلمانوں نے ہجرت کی تو کس طرح سے ہجرت کی کیسے کافر جو تھے وہ تعاقب میں تھے تو اب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہجرت اور فرعون کی طرف سے ان کا تعاقب تو مطلب کیا ہے کہ ہوشیار رہنا یہ جو بتایا گیا کہ تعاقب کیا جائے گا اس کا یہ مطلب نہیں کہ ڈر جائیں آپ بلکہ کیا ہے کہ اس خطرے سے تمہیں ہوشیار رہنا ہے سوچ سمجھ کر حکمت کے ساتھ تمہیں راتوں رات اپنا سفر اس حد تک طے کر لینا کہ جب وہ تمہارا پیچھا کرے تو تم بہت آگے کو نکل چکے ہو

آیت نمبر53. فَأَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِي الْمَدَائِنِ حَاشِرِينَ

ترجمہ. اس پر فرعون نے (فوجیں جمع کرنے کے لئے) شہروں میں نقیب بھیج دیئے

فَأَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِي الْمَدَائِنِ حَاشِرِينَ اب کیا ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب بنی اسرائیل کو لے کر نکل کھڑے ہوتے ہیں تو فرعون نے کیا کیا الْمَدَائِنِ مدینہ کی جمع ہے کہ شہروں میں ۳ نقیب بھیج دیئے اب یہاں پر ایک بات سوچنے کی ہے اور وہ بہت اہم ہے کہ جب مقابلے میں فرعون ہار گیا تھا چاہئے تو یہ تھا کہ وہ بھی معجزے پر یقین لاتا اور ایمان لے آتا جیسے کہ جادوگر ایمان لے آئے تھے لیکن فرعون ایمان لانے کی بجائے اور زیادہ اکڑ بیٹھا ایک طرف اس نے شکست کھانے والے جادوگروں کو جو ایمان لے آئے تھے ان کو سزا دی اور دوسری طرف اس نے کیا کیا کہ بنی اسرائیل اورحضرت موسیٰ علیہ اسلام کا اور زیادہ مخالف ہو گیا اب اس پر نہیں خوش ہوا کہ چلو ٹھیک ہے یہ یہاں سے چلے گئے ہیں بلکہ نڈر ہو کر اور اپنے آپ کو وہ سمجھتا ہے کہ میں ہی سب کچھ ہوں تو وہ ان کا پیچھا کرنے کی منصوبہ بندی کرتا ہے **فَأَرْسَلَ فِرْعَوْنُ** اب فرعون نے روانہ کر دیئے ،بھیج دیئے حَاشِرِین نقیب ایسے لوگ بھیجے جو کہ جمع کرنے والے ہیں تاکہ وہ شہروں میں جائیں اور اب قبطیوں کو جمع کریں جو فرعون سے تعلق رکھنے والے لوگ ہیں جو اس کی قوم کے لوگ ہیں ان کو جمع کرنا شروع کر دیں ایک طرف فرعون اپنے لوگوں کو جمع کر رہا ہے دوسری طرف وہ اپنے لوگوں کو اکسا رہا ہے ان کو ترغیب دلا رہا ہے ان کو تسلی دے رہا ہے ان کو بتا رہا ہے کیونکہ اب فطری سی بات ہے کہ فرعون جب لوگوں کو جمع کر رہا ہے تو لوگوں کے اندر کہتے ہیں کہ خوف و ہراس کی کیفیت پیدا ہو گئی لوگ پریشان ہو گئے اور کہ بھئی اب تو مدد کرنے کی ضرورت ہے کیا کیا جائے اور لوگوں کو یہ بھی سمجھ میں آیا کہ فرعون کو خطرہ محسوس ہو رہا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اور بنی اسرائیل سے تو ایک طرف اس کو یہ بات سمجھ میں آ رہی تھی یہ ہیں تھوڑے لوگ لیکن ایک اکیلے حضرت موسیٰ علیہ السلام اتنے زیادہ جادوگروں پر فتح پالی اب دوسری طرف یہ بنی اسرائیل جو اتنی پسی ہوئی قوم جو انتہائی ذلت کی غلامی کی زندگی بسر کرنےوالی قوم ہے اب اس سے اسے ڈر لگ رہا ہے کیا کہتا ہے

آیت نمبر54. إِنَّ هَٰؤُلَاءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيلُونَ

ترجمہ۔(اور کہلا بھیجا) کہ "یہ کچھ مٹھی بھر لوگ ہیں

إِنَّ هَٰؤُلَاءِ کہ یہ جو ہیں **لَشِرْذِمَةٌ** ہیں اور **لَشِرْذِمَةٌ** کے معنی کیا ہوتا ہے چار حرفی مادہ رکھنے والا ش۔ ر۔ ذ۔ م۔ اس کے معنی کیا ہے بے کس اور ناتوان لوگوں کی چھوٹی سی جماعت یعنی ایسے لوگ جو بہت قلیل ہیں بہت تھوڑے ہیں لیکن کیسے ذلیل تو ایسے لوگ ہیں اور اتنا ہی نہیں کہ پسے ہوے دبے ہوے تھوڑے ہیں بلکہ **قَلِيلُونَ** پھر کہتا ہے کہ یہ قلیل ہیں قلیل کی جمع **قَلِيلُونَ** اور **قَلِيلِيْنَ** دونوں طرح آتی ہے یہ وہ لوگ ہیں جو مٹھی بھر ہیں تو لوگوں کو تسلی دے رہا ہے پریشان نہ ہو بہت تھوڑے سے لوگ ہیں لیکن اپنے دل کے اندر اس کے ایک خوف ہے

آیت نمبر 55. وَإِنَّهُمْ لَنَا لَغَائِظُونَ

ترجمہ۔اور انہوں نے ہم کو بہت ناراض کیا ہے

وَإِنَّهُمْ لَنَا لَغَائِظُونَ بے شک یہ وہ لوگ ہیں کہ انہوں نے ہمیں غیظ دلایا ہے ناراض کیا ہے لَغَائِظُونَ جو ہے غائظ کی جمع غَائِظُونَ غائظ فاعل کے وزن پر ہے یہ اسم فاعل ہے تو غیظ کیا ہوتا ہے غصہ دلانا تغیر غصے میں بھپرا ہوا ہونا بہت زیادہ غصے میں ہونا کہ انہوں نے ہمیں غصہ دلایا ہے

آیت نمبر 56. وَإِنَّا لَجَمِيعٌ حَاذِرُونَ

ترجمہ۔اور ہم ایک ایسی جماعت ہیں جس کا شیوہ ہر وقت چوکنا رہنا ہے"

وَإِنَّا لَجَمِعُنْ حَاظِرُون اور بے شک ہم ہیں اور ہم لوگ کیسے ہیں حَاذِرُونَ ہیں ہمیں ان سے خطرہ ہے تو (ح۔ ذ۔ ر۔) اس کے معنی کیا ہوتے ہیں یہ لفظ خوف کے لئے خطرے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اور اس کے ساتھ اس کے معنی اسلحہ کے بھی ہوتے ہیں کہ جب کسی سے خوف محسوس ہو تو وہ اس کے اپنے پاس اسلحہ ہو، اس کے پاس کچھ سامان ہو جس سے وہ اس خوف کا تدارک کر سکے تو یہ لفظ خوف کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے اور اس کے ساتھ اسلحہ کے لئے بھی یہ لفظ استعمال کیا جاتا ہے اور مفسرین جو ترجمہ کرنے والے ہیں تو مثلا دیکھیں ایک ترجمہ یہ ہے **وَإِنَّا لَجَمِيعٌ حَاذِرُونَ** یقینا ہم ایک مسلح جماعت ہیں۔ ہم ایک اسلحہ رکھنے والی جماعت ہیں۔آپ کو پتہ ہے کہ فرعون بہت ظلم وستم کرتا تھا اور اس کے پاس بہت زیادہ تشدد کرنے والے ہتھیار پائے جاتے تھے۔ بڑے سخت قسم کے ہتھیار اس کے پاس موجود تھے۔ تو ہم ایک مسلح جماعت ہیں ہمیں خوب پتہ ہے دشمن کو کیسے نقصان پہنچایا جائے کیسے نیچے دیکھایا جائے۔ کیسے اس کو شکست دی جائے ہم تیار رہتے ہیں ہم چُوکنا ہیں ایک تو اس کے اسلحہ والے معنی ہیں اور ایک اس کا ترجمہ کیا ہے ہم ایسی جماعت ہیں جس کا شیوہ ہر وقت چوکنا رہنا ہے یعنی ڈر تو ہے لیکن ہم ہوشیار رہنے والے لوگ ہیں اس کے ساتھ کسی اور نے ترجمہ کیا کہ یقینا ہم بڑی جماعت ہیں ان سے خطرہ رکھنے والے ہیں یعنی اس سازش کو ناکام بنانے کے لئے ہمیں

مستعد رہنے کی ضرورت ہے آپ دیکھ لیجیے کہ اس کے مختلف ترجمے ہیں معنی کیا ہیں کہ جب کسی سے ڈر ہوتا ہے خطرہ ہوتا ہے تو آپ اس سے چوکنا رہتے ہیں اور اس کے لئے آپ کے پاس اسلحہ اور تیاری ہوتی ہے کہ اس کامقابلہ کیسے کرنا ہے اور کس طرح سے بیدار رہ کر اس پر قابو پانا ہے **وَإِنَّهُمْ لَنَا لَغَائِظُونَ** کہ انہوں نے مجھے ناراض کیا ہے ایک طرف پورے ملک میں میری شکست ہو گئ دوسرا جادوگر لوگوں کے سامنے ایمان لائے تو اور لوگوں کو بھی پتہ چل گیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سچے ہیں آپ کا کردار آپ کی عظمت اور معجزہ اور جادو دونوں آپس میں مقابلہ نہیں کر سکتے اور تیسری طرف یہ ہے کہ پھر یہ چلے بھی گئے ہم سے بچ بچا کر تو یہ ساری باتیں اب وہ تو جا رہا تھا مقابلہ کرنے کیلئے وہ تو پیچھا کر رہا تھا ان کو پکڑنے کیلیئے کہ میرے ہاتھوں سے یہ کیوں نکل گئے اللہ تعالیٰ کیا کہتے ہیں

آیت نمبر 57. فَأَخْرَجْنَاهُم مِّن جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ

ترجمہ۔ اِس طرح ہم نے انہیں ان کے باغوں اور چشموں سے نکالا

فَأَخْرَجْنَاهُمْ وہ نکلے نہیں تھے ہم نے ان کو نکالا تھا **خَرَجَا** نکلنا اور **اَخْرَجَا** نکالنا **فَأَخْرَجْنَاهُمْ** ہم نے فرعون کو اور اس کے سارے ساتھی ، اس کے سارے درباری اور پوری قوم کے لوگ ہم نے ان کو نکالا تھا ہم کہاں سے ان کو نکال لائے **مِّن جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ** باغوں سے اور چشموں سے جنت کی جمع جنات ہے عین کی جمع عیون ہے ان کے چشموں سے وہ باغوں میں تھے وہ چشموں کے مالک تھے

آیت نمبر 58. وَكُنُوزٍ وَمَقَامٍ كَرِيمٍ

ترجمہ۔ اور خزانوں اور ان کی بہترین قیام گاہوں سے نکال لائے

وَكُنُوزٍ اور وہ تو خزانوں کے مالک تھے **وَكُنُوزٍ** کنز کی جمع ہے اور کنز ایسے خزانے کو کہتے ہیں وہ خزانہ جو کے باکثرت جمع کیا گیا ہو سونا چاندی مال جو کچھ بھی ہو اس کے لئے **وَكُنُوزٍ** کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے تو ہم ان کے خزانوں سے ان کو لے آئے **وَمَقَامٍ كَرِيمٍ** مقام جگہ یہ مقام عزت منصب کے لئے بھی آتا ہے یعنی یہ لفظ مادی طور پر بھی استعمال کیا جاتا ہے اور حسی طور پر بھی مثلاً آپ کا مقام یہ کرسی ہے آپ کی یہ جگہ ہے اور یہ کہ اس کا مقام یہ ہے کہ اس کو کسی کا با اختیار بنا دیا جائے تو مقام یعنی عزت کی جگہ بھی ہو سکتی ہے اور ویسے کرسی پر بیٹھنا بھی یعنی کوئی جگہ تو اللہ تعالیٰ کیا کہتے ہیں کہ جو ان کے مقام تھے جو ان کی قیام گاہیں تھیں جہاں پہ وہ رہتے تھے جہاں پہ وہ بستے تھے اور وہ کیسے مقام تھے کریم بہترین اور آپ یہ بات پڑھی چکی کہ کریم کے معنی کیا ہیں(**ک ر م**) عربوں کے ہاں یہ لفظ کس کے لئے استعمال کیا جاتا ہے انگور کے لئے انگور کی بیل کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اور انگور ان کے ہاں غائت درجہ(انتہائی) نفع دینے والا پھل تھا غائت درجہ فیض بخشنے والا تھا تو ان کے ہاں ان کی شاعری میں ان کی باتوں میں انگور کا بڑا ذکر ملتا ہے اور ان کے ہاں ایسی بات کا تصور نہیں تھا کہ جس میں کھجور اور انگور نہ ہو اب یہاں پر کریم کا لفظی معنی کیا ہے کہ عام ان کے رہنے کی جگہ نہیں تھی کریم اور اگر کریم لفظ آجائے تو جگہوں میں سے بہترین

جگہ چیزوں میں سے نفیس چیز اس کے لئے یہ لفظ استعمال کیا جاتا ہے جگہوں میں سے اچھی جگہ تو اللّٰہ رب العزت کیا فرماتے ہیں کہ ہم ان کی بہترین جگہ سے ان کو باہر لے آئے

آیت نمبر 59. كَذَٰلِكَ وَأَوْرَثْنَاهَا بَنِي إِسْرَائِيلَ

ترجمہ۔ یہ تو ہوا اُن کے ساتھ، اور (دوسری طرف) بنی اسرائیل کو ہم نے ان سب چیزوں کا وارث کر دیا

كَذَٰلِكَ اسی طرح اب آپ دیکھیں **كَذَٰلِكَ** پوری بات کو اس طرح سے سمیٹ دیا کہ فرعون تو یہ سمجھ رہا تھا کہ میں مقابلہ کروں گا لیکن اللّٰہ تعالی نے کیا کہا **كَذَٰلِكَ** کہ یہ اس کی موت کا پیغام تھا وہ غصے میں تھا وہ بھاگتا ہوا آیا لیکن معنی کیا ہیں معنی یہ ہے کہ ہم نے ان کو ان کے باغوں چشموں خزانوں عمدہ قیام گاہوں سے باہر نکال کھڑا کیا اور آپ دیکھ لیجئے کہ ہمیں قرآن میں یہ بات بھی پتہ چلتی ہے کہ جب ان کو ان کے چشموں سے نکالا گیا جب ان کے گھروں سے نکالا گیا تو ان کا حال کیا تھا اور وہ چاہتے کیا تھے وہ تو یہ سمجھ رہے تھے کہ ہم ان کو قابو میں لے لیں گے ہم ان کو پکڑ لیں گے ہم ان کو سزا دیں گے لیکن ہوا کیا کہ الٹی ہوگئی سب تدبیریں۔ سب تدبیریں فرعون کی اُلٹی ہو گئیں گویا کہ شکار کرنے والا بنی اسرائیل کا خود یہ لشکر موت کا شکار ہو گیا پھر اللّٰہ رب والعزت جو ہیں وہ کیا کہتے ہیں۔ **وَأَوْرَثْنَاهَا بَنِي إِسْرَائِيلَ** اور ہم نے بنی اسرائیل کو ان سب چیزوں کا وارث بنا دیا بعض مفسرین کہتے ہیں کہ یہاں پہ جو ہے **وَأَوْرَثْنَاهَا**" ہ" کی ضمیر کس کے لئے آئی ہے **جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ وَكُنُوزٍ وَمَقَامٍ كَرِيمٍ** ان سب چیزوں کی طرف آئی ہے جن سے فرعون اور اس کے ساتھیوں کو نکالا گیاتھا تو اس کا اللّٰہ تعالی نے بنی اسرائیل کو مالک بنا دیا مفسرین کہتے ہیں کہ اگر اس کے معنی یہ لئے جائیں کہ مصر میں جو کچھ بھی خزانے باغات محل چشمے تھے اس کا مالک اللّٰہ تعالی نے بنی اسرائیل کے لوگوں کو بنا دیا تو اس کے معنی یہ ہے کہ فرعون کے ڈوب جانے کے بعد غرق ہو جانے کے بعد بنی اسرائیل کے لوگ پھر مصر میں واپس گئے ہوں گے اور دولت فرعون کی ان کو ملی ہوگی لیکن کہتے ہیں کہ تاریخ سے یہ بات ثابت نہیں ہے کہ بنی اسرائیل کے لوگ دوبارہ مصر میں گئے ہیں اور ہمیں قرآن مجید سے بھی اس کی دلیل نہیں ملتی کہ وہ لوگ واپس گئے ہوں اور پھر اس کا مطلب کیا ہے کہتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللّٰہ تعالی نے وہی باغات چشمے خزانے اور محلات بنی اسرائیل کو بخش دیئے یعنی جس طرح کہ ان کے پاس تھے اسی طرح کہ اللّٰہ تعالی نے بنی اسرائیل کو فلسطین میں بخش دیئے یہ دوسرا معنی ہے اور یہاں پر مراد یہی ہے کہ اللّٰہ تعالی نے وہی نعمتیں بنی اسرائیل کے لوگوں کو فلسطین میں عطا کر دیں اور اس کی دلیل میں سورت الاعراف کی وہ یہ آیت136 پیش کرتے ہیں **فَانتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَأَغْرَقْنَاهُمْ فِي الْيَمِّ بِأَنَّهُمْ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا عَنْهَا غَافِلِينَ** ۔ **فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ ہم نے ان سے انتقام لیا فَأَغْرَقْنَاهُمْ فِي الْيَمِّ** اور انہیں سمندر میں غرق کر دیا کیوں **بِأَنَّهُمْ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا عَنْهَا غَافِلِينَ** کہ فرعون اور اس کے ساتھی انہوں نے ہماری نشانیوں کو جھٹلایا تھا اور ان سے بے پرواہ ہو گئے تھے **كَذَٰلِكَ وَأَوْرَثْنَاهَا** اور ہم نے وارث بنا دیا اس قوم کو جو **كَانُوا يُسْتَضْعَفُونَ** جو کمزور سمجھے جاتے تھے وہ لوگ جن کو کمزور بنا کر رکھا گیا تھا تو ہم نے وارث بنا دیا اس قوم کو **كَانُوا يُسْتَضْعَفُونَ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا** اس ملک کے مشرق اور مغرب کا وارث بنا دیا جسے ہم نے برکتوں سے مالا مال کیا تھا تو برکتوں سے مالا مال سرزمین کے لئے قرآن جب لفظ بولتا ہے تو کس ملک کے لئے بولتا ہے؟ فلسطین کے لئے کہ علاقے کا نام لئے بغیر اللّٰہ تعالیٰ نے اس کی صفت بیان کی ہے یہ ہے ایک دلیل کہ فلسطین ہی میں وہ چیزیں اللّٰہ نے ان کو دے دیں آیت نمبر 136-137 سورت الاعراف

وَأَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِينَ كَانُوا يُسْتَضْعَفُونَ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا ۖ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنَىٰ عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ بِمَا صَبَرُوا ۖ وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهُ وَمَا كَانُوا يَعْرِشُونَ. دوسری دلیل بھی بنی اسرائیل میں لکھی ہوئی ہے **مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا** سورت الا نبیاء آیت 71 81 میں تیسری دلیل **وَنَجَّيْنَاهُ وَلُوطًا إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا لِلْعَالَمِينَ (71) وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ عَاصِفَةً تَجْرِي بِأَمْرِهِ إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا ۚ وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عَالِمِينَ (81)** اسی طرح سورت السبا میں ایت(18) **وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَقَدَّرْنَا فِيهَا السَّيْرَ ۖ سِيرُوا فِيهَا لَيَالِيَ وَأَيَّامًا آمِنِينَ (18)** تو شام اور فلسطین کی سرزمین کے لئے اللہ تعالیٰ نے برکت کے اور نعمتوں کے الفاظ استعمال کیےہیں۔ **كَذَٰلِكَ وَأَوْرَثْنَاهَا بَنِي إِسْرَائِيلَ** اس طرح ہم نے بنی اسرائیل کو ان سب چیزوں کا مالک بنا دیا تو اب آپ دیکھ لیجئے مفسرین کہتے ہیں کہ فرعون نے جب ہرکارے بھیجے کہ جا کر وہ ساری قبطی قوم کو اکٹھا کر دیں تاکہ بنی اسرائیل کا مقابلہ کیا جائے تو کہتے ہیں بارہ ہزار حاشرین تھے جو فرعون نے بھیجے بارہ ہزار کی تعداد میں جو ملک میں پھیل گئے مصر میں تاکہ لوگوں کو اکٹھا کیا جائےحضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کا مقابلہ کرنے کے لئے تو فرعون پوری طرح سے یہ چاہتا تھا کہ کسی طرح بھی یہ لوگ بچ کر نہ جا سکیں اور اب دوسری طرف جو مفسرین کیا بتاتے ہیں کہ یہ جو کہا کہ**إِنَّ هَٰؤُلَاءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيلُونَ** کہ یہ گروہ بہت کم تعداد میں ہیں اس کی تعداد کہتے ہیں کہ تقریبا 6 لاکھ بتائی جاتی ہے کس کی تعداد ہے یہ ؟ بنی اسرائیل کی تو پھر بنی اسرائیل کی جب تعداد 6 لاکھ کے قریب بتائی جاتی ہے تو پھر فرعون نے ان کو حقارت کے طور پر کہ بے شک یہ 6 لاکھ ہیں میری نظروں میں اس کی کوئی وقعت نہیں ہے میرے لئے ان کی کوئی اہمیت نہیں ہے تعداد سے کوئی بھی فرق نہیں پڑتا تو بے شک یہ 6 ہزار یا کچھ اس کے اوپر تھے اس نے 12 ہزار ہرکارے بھیجے پوری اپنی قوم کو جمع کیا اور وہ تو آپ سوچیں کتنی بڑی قوم ہوگی اور لاکھوں کی تعداد میں پیچھا کیا لیکن وہ سارے کے سارے اللہ تعالی نے ان کو اس طرح سے باہر نکالا کہ بنی اسرائیل کو اس کا مالک بنا دیا پھر اللہ تعالی کیا کہتے ہیں

آیت نمبر 60. فَأَتْبَعُوهُم مُّشْرِقِينَ

ترجمہ۔ صبح ہوتے ہی یہ لوگ اُن کے تعاقب میں چل پڑے

اور انہوں نے پیچھا کیا تعاقب میں نکل کھڑے ہوئے کون لوگ فرعون اور اس کے ساتھی جو تھے پس وہ نکل کھڑے ہوئے کیونکہ انہوں نے پیچھا کرنا تھا وہ نکل کھڑے ہوئے تب وہ تعاقب میں نکلے مُّشْرِقِينَ صبح ہوتے ہی سورج نکلتے ہی جب صبح ہوئی اور صبح ہوتے ہی فرعون کو جب پتہ چلا کہ بنی اسرائیل راتوں رات یہاں سے نکل کھڑے ہوئے ہیں تو اس نے کیا کیا کہ فوراً ان کے تعاقب کے لئے اٹھ کھڑا ہوا

آیت نمبر 61. فَلَمَّا تَرَاءَى الْجَمْعَانِ قَالَ أَصْحَابُ مُوسَىٰ إِنَّا لَمُدْرَكُونَ

ترجمہ۔ جب دونوں گروہوں کا آمنا سامنا ہوا تو موسیٰؑ کے ساتھی چیخ اٹھے کہ "ہم تو پکڑے گئے"

"فَلَمَّا تَرَاءَى الْجَمْعَانِ" پھر جب دونوں جماعتوں کا مقابلہ ہوا تَرَاءَی کا مطلب تَرَاءَانِ تھا نون تثنیہ کا گر چکا ہے جب دونوں جماعتوں نے ایک دوسرے کو دیکھا جب دونوں جماعتیں آمنے سامنے ہوئیں یہ بھی اَنِ تثنیہ کا صیغہ ہے جب دونوں گروہوں کا آپس میں آمنا سامنا ہوا اور دونوں گروہوں نے ایک دوسرے کو دیکھ لیا ایک گروہ تھاحضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی بنی اسرائیل کا دوسرا تھا فرعون اور اس کے ساتھی جو قبطی تھے۔ قَالَ أَصْحَابُ مُوسَىٰ إِنَّا لَمُدْرَكُونَ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی چیخ اٹھے پکار اٹھے کہ بے شک ہم تو پکڑے گئے اسم مفعول ہے یہ لَمُدْرَكُونَ۔ اور **(د ر ک)** کا مطلب کیا ہوتا ہے نیچے اترنا پکڑ لینا پکڑنے کے معنی ادراک جیسے کسی کا ادراک ہو جائے، کسی کو آپ حاصل کر لیں اب وہ چیخ اٹھے کہ ہم تو بالکل پکڑے گئے اس کا مطلب کیا ہے کیوں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی جو تھے وہ چیخ اٹھے اصل بات کیا تھی کہ وہ جا رہے تھے اور آگے ان کے سمندر تھا راتوں رات سفر تو کر لیا انہوں نے اور کہتے ہیں کہ بحر قلزم کے کنارے جب وہاں پہ وہ پہنچے آگے سمندر تھا ٹھاٹیں مارتا ہوا اور پیچھے فرعون کا لشکر تھا ٹھاٹیں مارتاہوا وہاں سروں کے انبار تھے سر ہی سر تھے اور وہ چیخ اٹھے کہ لو جی اب تو مارے گئے اور یہ روایات بھی ملتی ہیں کہ وہ لوگ چیخنے لگے اور پکارنے لگے اور کہنے لگے کہ اب ہمیں لوٹنا نصیب نہیں ہوگا اگر ہمیں مرنا ہی تھا اور اگر ہماری قبریں بننی ہی تھیں تو وہاں مصر میں تھوڑی جگہ تھی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہمیں وہاں سے نکال کر لے آئے آپ دیکھیں بنی اسرائیل کا حال وہ نہیں تھا کہ "اللہ ہمارے ساتھ ہے" وہ چیخنے لگے

آیت نمبر 62. قَالَ كَلَّا ۖ إِنَّ مَعِيَ رَبِّي سَيَهْدِينِ

ترجمہ۔ موسیٰؑ نے کہا "ہرگز نہیں میرے ساتھ میرا رب ہے وہ ضرور میری رہنمائی فرمائے گا"

اب حضرت موسیٰ علیہ السلام کہتے ہیں **قَالَ كَلَّا** ڈانٹ لگاتے ہیں پھر ڈانٹ ڈپٹ ان کیساتھ کرتے ہیں ان کو کہتے ہیں کہ یہ ہرگز نہیں ، ہوہی نہیں سکتا کہ ہم پکڑے جائیں ،ہوہی نہیں سکتا کہ ہمیں نقصان ہو **إِنَّ مَعِيَ رَبِّي سَيَهْدِينِ** میرے ساتھ میرا رب ہے **إِنَّ مَعِيَ رَبِّي** میرے ساتھ میرا رب ہے **سَيَهْدِينِ** وہ ضرور میری رہنمائی فرمائے گا اب آپ دیکھ لیں سَيَهْدِينِی تھا اگلا" ی" گر چکا ہے وہ مجھے اس آفت سے بچنے کا راستہ بتائے گا یہ وہی بات ہے کہ غار ثور ہے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ گھبرائے ہوئے ہیں رسول اللہ ﷺ ہجرت کا سفر ہے اور وہ کہہ رہے ہیں **ابو بکر لا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا۔** "غم نہ کر! اللہ ہمارے ساتھ ہے۔("سورت توبہ 40)پیغمبر کا کردار کتنا خوبصورت ہے یہ ہے ایک مومن کا کردار اس کواللہ کی بات پر یقین ہوتا ہے سچا یقین میں نے دعائیں مانگی میری دعائیں قبول نہیں ہوئیں اور جو کچھ اور ہو رہا ہے اس میں بھی میرے لئے یقینا کوئی خیر ہوگی آپ نے کوشش کر لی ہم نے کوشش کر لی میرا رب مجھے رہنمائی کرے گا وہ مجھے ضائع نہیں کرے گا وہ مجھے نقصان نہیں پہنچائے گا آپ اور میں بھی اپنا اپنا جائزہ لیں میں پاکستان جانا چاہ رہی تھی میرے شوہر نے مجھے منع کر دیا میں جانا چاہ رہی تھی اور میں نہ جا سکی بہت دل چاہ رہا تھا میں چلی جاؤں لیکن میرے شوہر نے مجھے منع کر دیا لیکن پھر تھوڑے دنوں کے بعد خود ہی میرے شوہر نے مجھے بھیج دیا اور اب میں سوچتی ہوں تو مجھے کیا محسوس ہوتا ہے کہ اس میں ہی خیر تھی کہ میں اس وقت نہیں گئی اور

اب گئی تو ایک بہن ایسے کہہ رہی تھی اور اصل بات کیا ہے کہ ہمیں نہیں پتہ ہوتا کہ ہمارے لئے خیر کس میں ہے اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ ہمارے لئے خیر کس میں ہے تو آئیے اپنے دلوں سے یہ جو پریشانیاں ہیں یہ جو مسائل ہیں ان کو نکال باہر کریں میں نہیں ابھی شادی کرنا چاہتی اپنے بچوں کی میرے بچے نے کہا کہ اتنا تنگ کیا باجی پھر میں نے شادی کر دی اور باجی اس دن سے ہمارے گھر میں سکون ہو گیا اور ماشاءاللہ بچہ اب پڑھتا بھی بہت اچھا ہے جاب بھی کرتا ہے اور مجھے اب یہ خطرہ بھی نہیں ہے کہ میرا بچہ ادھر ادھر بھٹک جائے گا تو بعض اوقات آپ جو چاہتے ہیں حالات اس سے ہٹ کر مطالبہ کر رہے ہوتے ہیں تو آپ سرخم کر دیں آپ اس کو بنانے کی سنوارنے کی کوشش کریں بعض عورتیں کہتی ہیں ہم نے تو پھر شادی کرنی نہیں جائے پھر جہاں جاتا ہے کر لےہم نے شادی میں شرکت ہی نہیں کرنی اور اس طرح کی ڈھیروں باتیں تو اصل بات کیا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام گھبراتے نہیں ہیں پریشان نہیں ہوتے۔ **قَالَ كَلَّا ۖ إِنَّ مَعِيَ رَبِّي سَيَهْدِينِ** ہرگز نہیں میرا رب میرے ساتھ ہے کاش کہ مجھے اور آپ کو اپنے رب کی معیت کا احساس ہو جاے آپ ہی میں سے ایک بہن کہتی ہیں کہ باجی سب کی شہریت ہوگئ سب نے جتنوں نے اپلائی کیا تھا ایک میری نہیں آئی میرا دل چاہتا ہے بڑا پریشان ہوتا ہے میری کیوں نہیں آئی یقیناً اس میں بھی کوئی خیر ہوگی مومن کے سوچنے کا انداز ایسا ہوتا ہے یقیناً اس میں بھی میری خیر ہوگی میرے لئے کوئی خیر ہوگی۔ہم نیویارک سمندر کے نزدیک میں رہتے تھے اور کسی دوسری امریکہ کی ریاست سے جہاز آیا اور کچھ لوگ موقع کی نشست پر تھے یعنی ان کو امریکہ سے مصر جانا تھا وہ جہاز مصر جا رہا تھا اور جو موقعے والے تھے ان کی تصدیق شدہ نشست نہ ہوئی ان کو اترنا پڑا وہ بڑے غم زدہ تھے عید کا موقع تھا اور وہ ضرور مسلمان تھے جانا چاہتے تھے وہ اتر پڑے کچھ اور لوگ ان کی جگہ جو تصدیق شدہ تھے وہ گئے اور اسی طرح کچھ جوتصدیق شدہ جا رہے تھے لیکن وہ اتر گئے کہ ان کو کوئی اور کام تھا اور وہ جہاز جو تھا وہ سمندر کے اندر ختم ہو گیا اس کا پتہ ہی نہ چلا کہ وہ جہاز کہاں گیا پھر اگلے دن اخبارات میں ان کے بیانات اور ان کی باتیں کہ ہم رو رہے تھے کہ ہمیں تصدیق شدہ نشست کیوں نہیں ملی اور ہم کیوں نہیں جا سکے جن کی موت لکھی تھی وہ چلے گئے تو اصل بات کیا ہے آپ اور میری اور آپ کی زندگی میں جو بھی حالات گزر رہے ہیں زندگی تو ہے ہی امتحان یہ تو بھول جائیں آپ اور میں کہ زندگی پھولوں کی سیج ہے پھول مسکراتا ہے بڑا خوبصورت لگتا ہے خوشبو دیتا ہے لیکن ہمیشہ کانٹوں میں مسکراتا ہے کانٹوں کے اندر مسکراتا ہے کانٹے اس کے حسن کا ذریعہ ہیں اس کی بناوٹ اور سجاوٹ اور پھول لینا ہے کانٹوں سے ہاتھ تو زخمی ہوں گے کانٹے تو ٹہنی پر لگے ہوئے ہی ہوں گے تو یہ زندگی پھولوں کی سیج نہیں ہے اور پھولوں کی طرح مسکرائیں کانٹوں کے درمیان رہتے ہوئے یہ ہے پیغام اسلام کا اور قرآن کا اور انبیاء کا، انبیاء پھول تھے اور انبیاء کا کردار پھولوں کی طرح معطر ہر ایک کو خوشبو دیتاہوا وہ خوشبوئیں بکھیرتا ہوا وہ ہنستے مسکراتے ہوئے مصیبتوں کے پہاڑ ان پر آئے اور ان کو سہتے ہوئے وہ گزر گئے اور ایک ہی نعرہ لگاتے رہے إِنَّ مَعِيَ رَبِّي میرے ساتھ میرا رب ہے سَيَهْدِينِ عنقریب وہ میری ضرور رہنمائی کرے گا کاش کہ میرا اور آپ کا ایمان اس طرح جڑ پکڑ لے کاش کہ آج بھی اگر یہ ایمان میرے اور آپ کے اندر پیدا ہو جائے تو پھر کیا ہے کہ میری اور آپ کی دنیا ہی بدل جائے

آیت نمبر 63. فَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنِ اضْرِب بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ۖ فَانفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيمِ

ترجمہ۔ ہم نے موسیٰؑ کو وحی کے ذریعہ سے حکم دیا کہ "مار اپنا عصا سمندر پر" یکایک سمندر پھَٹ گیا اور اس کا ہر ٹکڑا ایک عظیم الشان پہاڑ کی طرح ہو گیا

پھر ہم نےحضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کیا وحی کی؟ کہ **أن اضرب** آپ جو ہیں کیا کریں ماریئے **بعصاك** لاٹھی کو لاٹھی کے ساتھ ماریئے کا اپنی اپنی لاٹھی کو مارئے کہاں بحر قلزم میں جہاں آگے سمندر آگیا ہے اب لوگ پریشان ہو رہے ہیں آپ اپنی لاٹھی کو وہاں پہ ماریے **فانفلق** پس پھٹ پڑا ،پھٹ گیا اچانک **فانفلق** فورا ،پس پھٹ پڑا کیا پھٹ پڑا ؟وہ جو بحر قلزم تھا وہ پھٹ گیا یکایک سمندر پھٹ گیا اور ہو گیا فرق فرق جیسے الگ ہو جانا فرقے کے لئے بھی آتا ہے جو الگ ہو جاتا ہے حصہ تو ہر ٹکڑا جو تھا **فکان** پس ہو گیا کَانَ یہاں پہ سارا کے معنی میں ہیں پس وہ ہو گیا **کل فرق ۔فرق** جو ہے یہ اسم فعل ہے کہ ہر ٹکڑا ہو گیا "ک" مانند، جیسا کہ **طود العظیم ،طود** پہاڑ **العظیم** بہت بڑا تو ہر پانی کا ٹکڑا جو تھا وہ ایسے ہو گیا جیسے کہ بہت بڑا پہاڑ ہو تو اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ قدرتِ خداوندگی کا کرشمہ دیکھیں اللہ کی قدرت کا آپ کرشمہ دیکھیں کہ حضرت موسی علیہ السلام اور ان کی قوم کا امتحان ہوا اور ان کا اعتماد تھا اللہ تعالیٰ پر اور حضرت موسی علیہ السلام تو سو فیصد اللہ پر اعتماد پر کامیاب ہوئے لیکن ان کی قوم اس اعتماد میں کامیاب نہ ہو سکی وہ ناکام رہے اس لئے تو وہ چیخ اٹھے اور باتیں کرنے لگے کہ آگے سمندر اور پیچھے فرعون اور ہم تو مارے گئے اب کہتے ہیں کہ تورات سے بھی یہ بات پتہ چلتی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نےحضرت موسی علیہ السلام کو حکم دیا کہ اپنی عصا کو سمندر پر مارو کہتے ہیں اس کے بعد ایسی ہوا چلی کہ سمندر کا پانی پھٹ کر دو حصوں میں تقسیم ہو گیا دونوں طرف پانی کی دیوار کھڑی ہو گئی اور درمیان میں سے خشک راستہ نکل آیا حضرت موسی علیہ السلام بنی اسرائیل کو ساتھ لے کر اس راستے پر چل پڑے۔ آپ دیکھیے کہ تورات میں مزید کیا لکھا ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام نے اپنا ہاتھ سمندر کے اوپر بڑھایا خداوند نے رات بھر آندھی چلا کر سمندر کو پیچھے ہٹا کر اسے خشک زمین بنا دیا، پانی دو حصوں میں تقسیم ہو گیا اور بنی اسرائیل سمندر کے درمیان میں سے خشک زمین پر چل کر نکل گئے اور ان کے دائیں اور بائیں ہاتھ پانی دیوار کی طرح تھا اور مصریوں نے تعاقب کیا اور فرعون کے سب گھوڑے اور رتھ اور سوار ان کے پیچھے پیچھے سمندر کے درمیان میں چلے گئے پھر مزید ہے اور خداوند نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ اپنا ہاتھ سمندر کے اوپر بڑھا تاکہ پانی مصریوں اور ان کے رتھوں اور سواروں پر پھر بہنے لگے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا ہاتھ سمندر کے اوپر بڑھایا اور صبح ہوتے ہوتے سمندر پھر اپنی اصلی قوت پر آ گیا اور مصری الٹے بھاگنے لگے اور خداوند نے سمندر کے درمیان ہی میں مصریوں کو تہہ و بالا کر کے رکھ دیا اچھا یہاں پر یہ جو**فَانفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيمِ** کے دو معنی سامنے آتے ہیں ۱۔ ایک رائے تو یہ ہے کہ سمندر کے بس دو ٹکڑے ہو گئے یعنی بیچ میں دو راستے بن گئے تو سمندر دو حصوں میں بٹ گیا اور درمیان میں سڑک بن گئی جس سے وہ لوگ گزر گئے اور پانی کیسے کھڑا ہو گیا آپ سوچیں بہنے والا پانی دائیں اور بائیں دونوں کناروں پر ایسے کھڑا ہو گیا جیسے کہ ساکن اور جما ہوا پہاڑ طَّوْدِ پہاڑ کے لئے لفظ استعمال عربی زبان میں بہت بڑے پہاڑ کو کہتے ہیں اور آپ دیکھیں کہ طَّوْدِ خود ہی بڑا اور ساتھ میں اللہ تعالیٰ نے عظیم کی صفت استعمال کی اس کا مطلب پہاڑ بہت بڑا تھا۔ پانی دونوں طرف بہت اونچے پہاڑوں کی طرح کھڑا ہو گیا پانی کا کام تو بہنا ہے وہ کھڑا ہوہی نہیں سکتا کھڑا ہوتا ہی نہیں فطرت تبدیل ہو گئی پانی کی تو یہ کیا تھا یہ بھی اس عصا کا معجزہ تھا ۲۔ مفسرین یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ خشک راستہ بنا تھا تو ایسا نہیں تھا کہ

دائیں بائیں دو پہاڑ تھے اور درمیان میں راستہ تو کہتے ہیں اصل میں بارہ راستے بنے تھے بنی اسرائیل کے بارہ قبیلے تھے اور بارہ قبیلے جو تھے ہر قبیلے کے بارہ ہزار افراد تھے جو ہجرت کر کے آئے تھے اس طرح ان کی تعداد تقریباً ایک لاکھ چوالیس ہزار بنتی ہے اور یہ تقریباً بعض کہتے ہیں ایک لاکھ بیس ہزار تھی یا اس سے اوپر نیچے فرعون کے لشکر کی تعداد سے یہ تعداد بہت زیادہ تھی تو ہر گروہ اپنے اپنے راستے سے آگے چلا گیا اب آپ دیکھیں سورت طٰہ آیت 77 میں اللہ تعالی نے کیا کہا **(فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا لَّا تَخَافُ دَرَكًا وَلَا تَخْشَىٰ** اور اُن کے لئے سمندر میں سے سُوکھی سڑک بنا لے، تجھے کسی کے تعاقب کا ذرا خوف نہ ہو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ حکم دیا تو سمندر پر عصا مارنے سے صرف اتنا نہیں ہوا کہ پانی دونوں اطراف پر پہاڑوں کی طرح کھڑا ہو گیا بلکہ راستہ بھی خشک ہو گیا کیچڑ نہیں تھا ایسا نہیں تھا جس میں چلنے میں ان کو مشکل ہوتی اور اس کے علاوہ سورت دخان آیت 24 سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ **وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا ۖ إِنَّهُمْ جُندٌ مُّغْرَقُونَ** سمندر کو اُس کے حال پر کھلا چھوڑ دے یہ سارا لشکر غرق ہونے والا ہے (24) جب سمندر خشک ہو گیا حضرت موسیٰ علیہ السلام گزر گئے اب پیچھے تھے فرعون اور اس کے ساتھی اب حضرت موسیٰ علیہ السلام کہتے ہیں چاہا کہ میں دوبارہ اسکو ایسا کر دوں کہ پھر وہ پانی بن جائے تو اللہ تعالی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کیا حکم دیا؟ سورت دخان کی آیت 24 میں کیا حکم دیا سمندر کو اسی حال میں پہاڑوں کی طرح کھڑا چھوڑ دو اسی طرح خشک رہنے دو اب حضرت موسیٰ علیہ السلام چاہ رہے تھے پھر پانی بنا دیں لوگ بھی پریشان تھے کہ اب سڑک بن گئی ہم تو جا رہے ہیں فرعون بھی پیچھے آتا جا رہا ہے لیکن اللہ تعالی نے کہا **وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا** کہ اس کو ایسے ہی رہنے دو اللہ کی مرضی صرف یہ ہی نہیں تھی کہ بنی اسرائیل ان فرعونیوں سے نجات پا جائیں بلکہ یہ بھی تھی کہ ظالم قوم جب سمندر کے بیچ میں پہنچ جائے تو اس کو غرق کر کے صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے، نیست و نابود کر دیا جائے تو قرآن کی تفسیر جب قرآن سے آپ کرتے ہیں یعنی ایک ہی واقعہ میں اللہ تعالی نے مختلف جگہ پر جو آیتیں بتائی ہیں تو پورا مفہوم پوری طرح کھل کر واضح ہو کر سامنے آ جاتا ہے کہ یہ تھی اللہ کی شان اور یہ تھی اللہ کی بےنیازی اور پھر اللہ تعالی نے پانی کو آپس میں ملایا اور پانی جب آپس سے ملا تو پھر کیا تھا کہ وہ لوگ سارے کے سارے ڈوب گئے کیا کہتے ہیں اللہ رب العزت

آیت نمبر64. وَأَزْلَفْنَا ثَمَّ الْآخَرِينَ

ترجمہ. اُسی جگہ ہم دوسرے گروہ کو بھی قریب لے آئے

وَأَزْلَفْنَا ثَمَّ الْآخَرِينَ پھر اسی جگہ ہم دوسرے گروہ کو بھی قریب لے آئے **وَأَزْلَفْنَا.** ز۔ل۔ف۔ کے معنی ہوتا ہے قریب کرنا قریب کر دیا ہم نے **ثَمَّ الْآخَرِينَ** دوسرے گروہ کو یہ کون سا گروہ تھا فرعون اور اس کے ساتھی

آیت نمبر65. وَأَنجَيْنَا مُوسَىٰ وَمَن مَّعَهُ أَجْمَعِينَ

ترجمہ. موسیٰ اور اُن سب لوگوں کو جو اس کے ساتھ تھے، ہم نے بچا لیا

وَأَنجَيْنَا مُوسَىٰ اور ہم نے نجات دے دی حضرت موسیٰ علیہ السلام وہ کس نے نجات دی ہم نے دی کون اللہ رب العزت **وَمَن مَّعَهُ** اور جو اس کے ساتھ تھے **أَجْمَعِينَ** سب کے ساتھ یہ کون تھے بنی اسرائیل کے لوگ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے تمام ساتھیوں کو تو ہم نے بچا لیا

آیت نمبر 66. ثُمَّ أَغْرَقْنَا الْآخَرِينَ

ترجمہ۔ اور دوسروں کو غرق کر دیا

ثُمَّ أَغْرَقْنَا الْآخَرِينَ۔ اور دوسروں کو ہم نے ڈبو دیا دوسروں کو ہم نے غرق کر دیا

آیت نمبر 67. إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ

ترجمہ۔ اس واقعہ میں ایک نشانی ہے، مگر اِن لوگوں میں سے اکثر ماننے والے نہیں ہیں

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ اس واقعے میں ایک نشانی ہے اس واقعے میں ایک عبرت ہے اب آپ دیکھیں کہ عبرت کیا ہے ؟اس میں مکہ کے لوگ معجزات مانگ رہے تھے اور اللہ تعالیٰ کہہ رہے ہیں کہ پچھلی جو قوم تھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کہانی سنائی جارہی ہے کہ عصا کا معجزہ دیکھ کر لوگ ایمان نہ لائےتو ہٹ دھرم لوگ کھلے کھلے معجزات دیکھتے ہیں ایمان نہیں لاتے جادوگر تو ایمان لائے فرعون اور باقی لوگ تو ایمان نہ لائے تو جو لوگ ایمان نہیں لائے فرعون سردار اور اس کے تمام لشکری اور ساتھی پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو کیا کیا ان کو ڈبو دیا تو اصل بات کیا ہے کہ جو لوگ صریح علامتیں دیکھ کر کھلے معجزے دیکھ کر ایمان نہیں لاتے پھر اللہ تعالیٰ کا عذاب ان کو دبوچ لیتا ہے پانی نے دونوں طرف سے ان کو دبوچا اور اللہ کے عذاب میں وہ ایسے گھرےگے کہ فرعون جیسا نڈر اور **اَكْفَرُ الْكَافِرِين۔** چیخ اٹھا **قَالَ آمَنتُ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا الَّذِي آمَنَتْ بِهِ بَنُو إِسْرَائِيلَ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ (90۔** سورت یونس) میں آپ پڑھ چکی ہیں کہ فرعون نے کہا کہ میں ایمان لے آیا اس پر جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس پر میں ایمان لایا جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے اور میں بھی مسلمانوں میں سے ہوں اور اللہ تعالیٰ کیا اعلان کرتے ہیں کہ میں ڈوبنے والوں کی توبہ قبول نہیں کرتا یعنی جب سامنے موت کو دیکھ لیا، جب غیب سامنے آگیا اس کا مشاہدہ کر لیا اب وہ ایمان قابل قبول نہیں ہے تو اے محمد ﷺ اہل مکہ مطالبات کرتے ہیں یہ معجزات مانگتے ہیں یہ نشانیاں مانگتے ہیں نشانیاں دیکھ کر جو لوگ ایمان نہیں لاتے ان کو اللہ تعالیٰ غرق کر دیا کرتا ہے ان کو ڈبو دیا کرتا ہے ان کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا کرتا ہے **إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ**آیا اس میں البتہ ایک نشانی ہے **وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ** مگر اکثر لوگ ایمان لانے والے نہیں ہیں ۔تھوڑے لوگ ایمان لاتے ہیں

آیت نمبر 68. وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ

ترجمہ۔ اور حقیقت یہ ہے کہ تیرا رب زبردست بھی ہے اور رحیم بھی

حقیقت یہ ہے کہ تیرا رب زبردست بھی ہے اور رحیم بھی جو لوگ ایمان نہیں لاتے ان کے لئے عزیز ہے قدرت رکھتا ہے کہ آن کی آن میں پانی کی فطرت کو مٹا کر کہ پانی ختم ہو جائے اور پانی پہاڑ بن جائے **طَّوْدِ الْعَظِيمِ** ہو جاے اور فرعون اور اس کے ساتھی ڈوب جائیں اور رحیم ہے جادوگروں کے لئے رحیم ہے کہ وہ ایمان لے آئے بی بی حضرت آسیہ علیھا اسلام کے لئے رحیم ہے ایمان لانے والوں کے لئے رحیم ہے ان کے گناہوں کے باوجود ان کی پچھلی زندگی کی لغزشیں خطائیں معاف کرنے والا ہے تو یہی پیغام ہے جو اس سبق سے مجھے اور آپ کو ملتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کردار مجھے اور آپ کو اپنانا ہے ایک طرف غلطیوں کا اقرار کرنا ہے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کیا دوسری طرف ہمیں حق کا پیغام دینا ہے خواہ مخالف فرعون کی طرح جابر اور قاہر کیوں نہ ہو تیسری طرف اپنے آپ کو اور اپنے ساتھیوں کو اور قوم کو انسانوں کی غلامی سے آزادی دینی ہے اور چوتھی طرف جو ہے وہ اللہ کی معیت کا احساس رکھنا ہے اللہ ہمارے ساتھ ہے اور پانچویں بات یہ ہے کہ آزمایا جائے گا جیسے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آزمایا گیا اور آزمائشوں میں پورا اترنا ہے جیسے کہ جادوگر تھے پھر وہ آزمائش سے نہ ڈرے ایسا ایمان لائے کہا گیا فرعون سے تو جو چاہے کر لے اب ایمان اس دل سے نکل نہیں سکتا تو

ے یہ قدم قدم بلائیں یہ سواد کوئے جانا

وہ یہیں سے لوٹ جائے جسے زندگی ہو پیاری

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو عمل کی توفیق عطا کرے

سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِکَ نَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ نَسْتَغْفِرُکَ وَنَتُو□بُ اِلَیْکَ